

مرثیہ

”حُبِّ علیؑ“

تصنیف: ۱۸ ستمبر تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء

عنوان: حُبِّ علیؑ

تعدادِ بند: ۶۰

مطلع: خوش آب ہے، دیرِ دبستانِ مرثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ خوش آب ہے، دبیر دبستانِ مرثیہ
 اوجِ ادب ہے، کارِ فقیہانِ مرثیہ
 مولا کی دین ہے، یہ قلم دانِ مرثیہ
 حُبِ علی ہے، آج کا عنوانِ مرثیہ

جو شہرِ علم کو تھی وہ حاجت ہمیں بھی ہے
 قرطاس اور قلم کی ضرورت ہمیں بھی ہے

۲ چہرے میں مرثیے کے نئی آب و تاب ہو
 جو لفظ ہو وہ رُکشِ عہدِ شباب ہو
 شاخِ سخن پہ ایک مہکتا گلاب ہو
 مقبولِ لطفِ بارگہ بو تراب ہو

چہرہ بنے شناختِ سخن کی حیات کا
 پیدا ہو وہ سحر کہ نہ امکان ہو رات کا

۳ نام و نسب کو اپنی سیادت پہ ناز ہے
 بی بی کے گھر سے اپنی عقیدت پہ ناز ہے
 اپنی ولا سرشت طبیعت پہ ناز ہے
 دل کو بہت علیٰ کی محبت پہ ناز ہے

یہ قدرِ مشترک ہے غریب و امیر میں
 حُبِ علیٰ ملی ہمیں مادر کے شیر میں

۴ حُبِ علیٰ، بلندیِ قسمت کا نام ہے
 حُبِ علیٰ، عجیب سی لذت کا نام ہے
 گھر سے نبیؐ کے الفت و نسبت کا نام ہے
 بے خوف و بے ہراس عقیدت کا نام ہے

ہر ہر قدم پہ حق کی رفاقت اسی سے ہے
 ساری بلندیِ قد و قامت اسی سے ہے

۵ دل اس سے ہیں دلوں کا سہارا اسی سے ہے
 سب منظروں میں اپنے نظارا اسی سے ہے
 پونجی یہی ہے اپنی گڈارا اسی سے ہے
 ہر دُکھ میں اور درد میں چارا اسی سے ہے

حُبِ علیؑ سے کام لیا اور بلا ٹلی
 مشکل کُشا کا نام لیا اور بلا ٹلی

۶ مے خانہِ ولّائے علیؑ کے آیاغ اور
 حُبِ علیؑ سے بنتے ہیں دل اور دماغ اور
 اس باغ میں تو رہتا ہے دل باغ باغ اور
 شمعِ ولا جلاتی ہے دل میں چراغ اور

اس روشنی میں اہلِ ولا کی حیات ہے
 ہم بُوتراہیوں کی یہی کائنات ہے

۷ حُبِ علیؑ عنایتِ پروردگار ہے
 حُبِ علیؑ تو گلشنِ دل کی بہار ہے
 حُبِ علیؑ شعارِ شریعتِ مدار ہے
 حُبِ علیؑ تو رحمتِ حق کا حصار ہے

حُبِ علیؑ گناہوں کو کھاتی ہے اس طرح
 لکڑی کو کھائے، جلتی ہوئی آگ جس طرح

۸ حُبِ علیؑ حیات کا عنوان ہے دوستو
 حُبِ علیؑ ہی قوتِ ایمان ہے دوستو
 حُبِ علیؑ ہی بُوذر و سلماں ہے دوستو
 حُبِ علیؑ دلوں میں غزلِ خواں ہے دوستو

باغِ بہشت، محفلِ جاناں اسی سے ہے
 مولائیوں کے گھر میں، چراغاں اسی سے ہے

۹ حُبِ علیؑ ہے گلشنِ ایماں کی تازگی
 حُبِ علیؑ ہے مظہرِ اقبالِ شافعی
 حُبِ علیؑ ہے منزلِ تسلیم و بندگی
 حُبِ علیؑ، علیؑ کے خدا کی ہے آگہی

نہج البلاغہ کہتی ہے اپنی زبان میں
 توحید کا مزہ ہے، علیؑ کے بیان میں

۱۰ جو عالمین کی ہوا رحمت، وہ کون ہے
 ہے جس کے نام سے یہ شریعت، وہ کون ہے
 جس پر ہوئی ہے ختمِ نبوت، وہ کون ہے
 کی جس کی مصطفیٰؐ نے عبادت، وہ کون ہے

وہ ہی عجم کا رب ہے، وہی ہے عرب کا رب
 ربِّ علیؑ و ربِّ محمدؐ، ہے سب کا رب

۱۱ حُبِ علیؑ ہے دین کے عرفاں کی آبرو
 بے اس کے کچھ نہیں ہے مسلمان کی آبرو
 حُبِ علیؑ سے بنتی ہے انساں کی آبرو
 حُبِ علیؑ بڑھاتی ہے ایماں کی آبرو

مدحِ علیؑ جو کی تھی سردارِ یاد ہے
 دُنیا کو اب بھی میثمِ تمارِ یاد ہے

۱۲ ورثہ یہ آپ کا ہے، یہ دولت بڑھایے
 جتنی بھی ہو یہ کم ہے محبت بڑھایے
 کچھ اور اپنا جوشِ موَدّت بڑھایے
 جھوٹوں پہ لعن کیجے، صداقت بڑھایے
 (لَعْنَتَ اللّٰهُ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ① ②)

اخلاق کا اُصول ہے، سب کو پسند ہے
 سچوں کے ساتھ رہنا تو رب کو پسند ہے
 (کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ③ ④)

① سورہ آل عمران ۳، آیت ۶۱۔

② سورہ التوبہ ۹، آیت ۱۱۹۔

۱۳ سچوں کے ساتھ جو بھی ہو، صادق وہی تو ہے
 حکمِ خدا کے عین مطابق، وہی تو ہے
 بُغضِ علیؑ ہو جس میں، منافق وہی تو ہے
 ایمان کی نگاہ میں، فاسق وہی تو ہے

بُغضِ علیؑ نصیب کی ظلمت لیے ہوئے
 حُبِ علیؑ ہے، نفسِ طہارت لیے ہوئے

۱۴ ہم سب کے دل تو خیر سے مسکن علیؑ کے ہیں
 من دے چکے تو ساتھ یہ تن دھن علیؑ کے ہیں
 جتنے چراغِ دل میں ہیں روشن علیؑ کے ہیں
 دشمن وہی ہیں اپنے جو دشمن علیؑ کے ہیں

ان کو رسولِ حق کے گھرانے سے بیر ہے
 اک ہم ہی سے نہیں ہے زمانے سے بیر ہے

۱۵ حُبِ علیؑ نے میثم و عمار دے دیئے
 کیا کیا صراطِ عشق کے اوتار دے دیئے
 نازِ وفا ہوئے وہ وفادار دے دیئے
 کوہِ یقین و پیکرِ ایثار دے دیئے

حُبِ علیؑ حیات کو جوہر بنا گئی
 تجسیم ہو کے مالکِ اشتر بنا گئی

۱۶ دُنیا کی چاہتوں سے رواج اس کا اور ہے
 کل اس کا اور ہوتا تھا، آج اس کا اور ہے
 اور اس کا رہن سہن، سماج اس کا اور ہے
 یہ آبِ آتشیں ہے، مزاج اس کا اور ہے

اکِ نشہ ہے کہ سر سے اُترتا نہیں کبھی
 وہ درکِ زندگی ہے، کہ مرتا نہیں کبھی

۱۷ حُبِ علیؑ شعور میں ڈھلنے کی بات ہے
 بے کار مشغلوں سے نکلنے کی بات ہے
 گرنے لگو تو آپ سنبھلنے کی بات ہے
 حُبِ علیؑ دلوں کو بدلنے کی بات ہے

یہ بات عام کرتے ہیں ہم، ہر کسی کے ساتھ
 کافر بھی اچھا لگتا ہے، حُبِ علیؑ کے ساتھ

۱۸ حُبِ علیؑ نسب کی شرافت کا نام ہے
 حُبِ علیؑ، علیؑ کی اطاعت کا نام ہے
 حُبِ علیؑ شعارِ محبت کا نام ہے
 حُبِ علیؑ دلوں کی حرارت کا نام ہے

اُن کی غلط روی پہ بھی حیرت نہیں ہوئی
 ہم کو نصیریوں سے بھی نفرت نہیں ہوئی

۱۹ گھر میں خدا کے دیکھا تھا مجبور ہو گئے
 زندہ کیا تھا، مار کے مسرور ہو گئے
 پانی پہ چلتے دیکھا تو مسحور ہو گئے
 حُب علی کے نشہ میں یوں چور ہو گئے

دونوں علی تھے، بات جو مشکوک ہو گئی
 اُن کو خدا ہی مان لیا، چوک ہو گئی

۲۰ شعر و ادب میں، حُب علی بے مثال ہے
 اتنی ہے کچھ، حساب لگانا محال ہے
 اردو میں، فارسی میں، بہ حدِ کمال ہے
 کم کر سکے اسے کوئی، کس کی مجال ہے

حُب علی، ادب میں نہالِ ادب ہوئی
 یہ صنفِ مرثیہ تو، کمالِ ادب ہوئی

فارسی کا بند

۲۱ ہر چند ہے خیال بسر کرد راہ زیست
اعمال نیک و کارِ عبادات خوب نیست
بے خوف و عذر دانستن و بے گناہ کیست
”سرمد اگر معاملہ حشر با علسیت“

زادِ سفر کم است، نہ ہرگز نگاہ کن
”من ضامنم، تو تباہ توانی گناہ کن“

مرزا سلامت علی دبیر

۲۲ وہ شاعرِ عظیم، سلامت علی دبیر
خوش خلق و وضع دار و مددگار و دستگیر
اپنی مثال آپ، وہ بے مثل و بے نظیر
دولت سُنّ کی ختم ہوئی جس پہ وہ امیر

ان سے زیادہ شعر کسی نے کہے نہیں
دریا سُنّ کے ایسے کہیں سے بہے نہیں

۲۳ حُبِ علیٰ مزاج تھا، حُبِ علیٰ شعار
حُبِ علیٰ کلام میں ہر جا ہے آشکار
کیا ساٹھ سالہ عمرِ سُخن کی رہی بہار
ہیں سینکڑوں سلام، مَر اُٹی کئی ہزار

جانِ ان کی مرثیہ ہے تو یہ جانِ مرثیہ
ان کو سلام کرتا ہے وجدانِ مرثیہ

۲۴ شاگرد عورتیں بھی تھیں، پرنا و پیر بھی
مُنشی مُنیر و اوج و بقا و وزیر بھی
شاد و صبا کے ساتھ جنابِ مُشیر بھی
اعدا سے دشمنی میں تھے اپنی نظیر بھی

پیغمبرِ سُخن تو جہاں میں دیر تھے
فن کارِ خاص فن کے جنابِ مُشیر تھے

مرزا اوج فرزند مرزا دبیر

۲۵ بیٹا تھا نیک، نیک روش اختیار کی
جس گھر میں تھا، کبھی نہ وہ دہلیز پار کی
شوقین تھی، جو فکرِ سخن اقتدار کی
اس نے بھی باگیں تھام لیں، لیل و نہار کی

وارث تو تھا، مزاج کو رکھا جو موج پر
حُبِ علیٰ میں اوج، نظر آیا اوج پر

۲۶ ذکرِ علیٰ سے بزم کی زینت بڑھائیے
کچھ اور اعتبارِ عقیدت بڑھائیے
مولا کے دوستوں کی رفاقت بڑھائیے
دنیا میں کچھ نہ کیجیے، محبت بڑھائیے

پیغامِ اہلِ دل کے لیے دوستی کے ہیں
نفرت وہ پالتے ہیں جو دشمنِ علیٰ کے ہیں

۲۷ پیدا خُدا کے گھر میں ہوا یہ فلک مقام
 اللہ نے علیؑ کو دیا، آپ اپنا نام
 مشکل کُشائی خلق کی کرنا ہے اس کا کام
 مسجد میں پائی اس نے شہادت کہ تھا امام

اس کا تو جینا مرنا، خدا ہی کے گھر میں تھا
 اس بندہ خُدا کے، خُدا یوں نظر میں تھا

۲۸ سارے گھروں میں، اک شہِ لولاک کا وہ گھر
 روئے زمیں، بُلندیِ افلاک کا وہ گھر
 معراج جس مکاں سے ہوئی، خاک کا وہ گھر
 طیب بہت ہے، پنج تَنِ پاک کا وہ گھر

لڑکا خدا کے گھر کا تھا، لڑکی رسول کی
 دو گھر ملے تو ہوگئی شادی بتول کی

۲۹ یہ پنج تن کا گھر ہے، طہارت یہیں تو ہے
اہل مُباہلہ کی صداقت یہیں تو ہے
عالم میں عالمین کی رحمت یہیں تو ہے
جو سید النساء ہے وہ عصمت یہیں تو ہے

پک کر یہیں سے عرش کو جاتی ہیں روٹیاں
آیاتِ دہر، دہر میں لاتی ہیں روٹیاں

۳۰ وہ گھر جہاں ہے علم و فراست کی روشنی
پھیلی جہاں سے شمعِ اِمامت کی روشنی
وہ گھر جہاں ہے نورِ رسالت کی روشنی
عصمت کی روشنی میں طہارت کی روشنی

رہبر میں، ایسے گھر کا حوالا تو چاہیے
جو بھی ہو، ان کی گود کا پالا تو چاہیے

۳۱ اس گھر کے رہنے والوں کا معیار اور ہے
اخلاق اور ان کے ہیں کردار اور ہے
خاصِ خدا ہیں ان کا پری وار اور ہے
سب ان کے اُمتی ہیں یہ سرکار اور ہے

اس گھر میں شہرِ علم بھی ہے، اس کا در بھی ہے
دُنیا میں، اس طرح کا کوئی اور گھر بھی ہے؟

۳۲ ہم پر خدا کی آخری حُجّت یہیں تو ہے
جو حشر تک رہے گی اِمامت یہیں تو ہے
قرآن، حدیث، نہجِ بلاغت یہیں تو ہے
اسلام، تیرا کُل قد و قامت یہیں تو ہے

ایمان میں اُسی کے تو شک کا فتور ہے
ایمان سے ہے دور جو اس گھر سے دور ہے

۳۳ آغوش میں علیؑ کے پدر کی، پلے رسولؐ
ایماں کی ایک شاخ پہ دونوں کھلے یہ پھول
کافر نبی کا عقد پڑھے کس کو ہے قبول
ایماں پہ شک ہے جس کو، یہ اُس شخص کی ہے بھول

شرک و غلط روی کا مسافر کوئی نہ تھا
اولاد میں خلیل کی کافر کوئی نہ تھا

۳۴ سرتاجِ انبیاء ہو، وہ شاہِ رسلؐ ہے کون
جانِ بہارِ گلشنِ ہستی ہو، گل ہے کون
لَا اَسْأَلُ سے پہلے جو ہے، اس کا قل ہے کون
ایمان سے بتاؤ کہ ایمانِ کل ہے کون

اللہ کے جو کام ہیں وہ ان کے کام ہیں
وہ آخری نبیؐ ہیں، یہ پہلے امامؑ ہیں

۳۵ نصرت کا وعدہ تھا بھی اسی خوش ضمیر کا
 پایا ہے ذوالعشیرہ میں منصب وزیر کا
 نائب یہی تھا ایک رسولِ قدیر کا
 سارے جہاں کو یاد ہے خطبہ غدیر کا

ہم ذوالعشیرہ سے اسے نائب سمجھتے ہیں
 اور بس، اسی یقین کو صائب سمجھتے ہیں

۳۶ وہ شہرِ علم ہیں، یہ درِ شہرِ علم ہیں
 دریا بہائے جس نے یہ وہ نہرِ علم ہیں
 عالم ہیں شمعِ علم، تو یہ مہرِ علم ہیں
 ان کے لیے ہے علم تو یہ بہرِ علم ہیں

جو ان کا ہے، اُسی کو تو رغبت ہے علم سے
 ان کے عدو کو خاص عداوت ہے علم سے

۳۷ معراج میں، نبیؐ سے جو محوِ کلام ہے
 کوئی بتائے، کون ہے، کیا اُس کا نام ہے
 کس کی صدا ہے، کوئی نبیؐ ہے، امامؑ ہے
 جوشِ ولا ٹھہر، کہ یہ نازک مقام ہے

صادر خدا سے کچھ ہو، یہ حکمت سے دور ہے
 جس کی صدا ہے، اُس کا تو ہونا ضرور ہے

۳۸ جاہل بہت تھے، علم کا دریا کوئی نہ تھا
 میدانِ علم و فضل میں یکتا کوئی نہ تھا
 اسلام کا مزاج شناسا کوئی نہ تھا
 دُنیا کو دے دے نہجِ بلاغہ کوئی نہ تھا

انہونی کو جو کرتا تھا ہونی، یہی تو تھا
 منبر سے کہہ رہا تھا سلونی، یہی تو تھا

۳۹ تقدیر کائنات میں، ایسا کوئی نہ تھا
 اعلیٰ علیؑ تھا، نفسوں سے اولیٰ کوئی نہ تھا
 مثلِ رسولؐ، خلق کا مولا، کوئی نہ تھا
 اللہ کے مزاج کا بندہ کوئی نہ تھا

واجب انہی کے گھر پہ دُرود و سلام ہے
 راضی خدا ہو اُن سے، یہ اُن کا مقام ہے
 (اہلبیتؑ کو رضی اللہ عنہم علیہ السلام کہتے ہیں)

۴۰ اُردو زبان کو ملا یہ بھی - محاورہ
 حُبِ علیؑ کے ساتھ ہے، بُغضِ معاویہ
 میٹھے کے ساتھ اچھا ہے نمکین ہو ذرا
 ورنہ امیرِ شام گُجا، اور علیؑ گُجا

میں کیا لکھوں گا، عہد کے جھوٹے کے باب میں
 لعنت کا لفظ آیا ہے، حق کی کتاب میں

۴۱ مولا علیؑ سے بیر کمینوں کا کام ہے
 جلتے حسد کی آگ میں، سینوں کا کام ہے
 لعنت کے طوق پہنے لعینوں کا کام ہے
 اوروں کا یہ نہیں، انہیں تینوں کا کام ہے

ایمان کی جو ضد ہے وہ آزار دیکھیے
 بُغضِ علیؑ کو ڈاکٹر اسرار دیکھیے

۴۲ نسلِ بنو اُمیہ کے ارکان دیکھ لو
 کیسے بنا ہے کون مسلمان دیکھ لو
 سب اقربا پرستی کے عنوان دیکھ لو
 مروان دیکھ لو، ابوسفیان دیکھ لو

اک ماں نے مومنین کی نعتِ کسے کہا
 واجب ہے قتل کے یہ، مسلسل کسے کہا

۴۳ حمزہ کا خون جس نے بہایا، انہی میں ہے
 جس نے چبایا اُن کا کلیجہ، انہی میں ہے
 بیٹا وہ عہد و قول کا جھوٹا، انہی میں ہے
 کعبہ میں گھوڑے باندھے وہ پوتا، انہی میں ہے

کم ہے بہت بیان ہو کیا ان کی شان میں
 کیا کیا بزرگ گذرے ہیں اس خاندان میں

۴۴ رکھتے ہیں فرق صاف، یقین و گمان میں
 حُسنِ طلب رکھا ہے خدا کی امان میں
 انداز ملتے جلتے ہیں کچھ طالبان میں
 اپنے تحفظات ہیں ان صاحبان میں

دوزخ میں اپنا کون بھلا، گھر بنائے گا
 ایسوں کو کون ہادی و رہبر بنائے گا

۴۵ جو اُمتی تھے، ان کا تھا معیار مشتبہ
 کوئی تھا ان میں جہل کے ماحول کا ڈھلا
 گمراہیوں کی گود میں پل کر بڑا ہوا
 کوئی وہ تھا جو کُفر و ضلالت کا تھا پلا

اللہ اور نبیؐ کے حوالے ہمیں ملے
 رہبرِ رسولِ پاک کے پالے ہمیں ملے

۴۶ حُبِ علیؑ جہاں نہیں، دہشت وہیں تو ہے
 دینِ محمدیؐ کی اہانت وہیں تو ہے
 جو طالبان کی ہے شریعت وہیں تو ہے
 جاہل جہادیوں کی ضرورت وہیں تو ہے

جہلِ عرب کے کہنہ درُوبام، تم رکھو
 دہشت کا، لاٹھی ڈنڈے کا اسلام، تم رکھو

۴۷ یہ بستیوں میں علم کی بنیاد ڈھاتے ہیں
 انسانیت کا شام و سحر خوں بہاتے ہیں
 مجبور عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں
 بچوں کے مدرسوں کو بموں سے اڑاتے ہیں

جتنوں کو چاہیں مار دیں، جب چاہیں مار دیں
 پھر خودکشی کے جرم کو جائز قرار دیں

۴۸ ان کا وجود دینِ حقیقت پہ بار ہے
 عہدِ جہول و ظلم کی اک یادگار ہے
 ان کا تو کچھ عجیب ہی لیل و نہار ہے
 ہے روشنی سے پیر، اندھیروں سے پیار ہے

دہشت بھرے، قیام و قعود و سجد سے
 اسلام شرمسار ہے، ان کے وجود سے

۴۹ ان سا نہیں ہے کوئی تو انسان ہی نہیں
 اُس کے تو زندہ دہنے کا امکان ہی نہیں
 ان کے مخالفوں کی کوئی جان ہی نہیں
 ان کی نظر میں کوئی مسلمان ہی نہیں

القاعدہ کی فکر، اُسامہ سے کام ہے
 مُلاّ عمر کے دین کا اسلام نام ہے

۵۰ حُبِ علیّ مناتی ہے جب غم حسینؑ کا
 ہوتا ہے قریہ قریہ میں ماتم حسینؑ کا
 اُونچا ہے ہر زمانے میں پرچم حسینؑ کا
 اہلِ عزا کی آنکھ میں ہے غم حسینؑ کا

تفہیمِ کربلا کا الگ ڈھب ہے طور ہے
 حُبِ علیّ کی آنکھ سے دیکھو تو اور ہے

۵۱ عاشور کا وہ دن، وہ قیامت کی ساعتیں
انصار و اقربا کی مسلسل شہادتیں
ماؤں کی سونی گودیاں، ممتا کی حالتیں
خیموں میں اہلبیتؑ کے برپا قیامتیں

زینبؑ کے لال قاسمؑ و اکبرؑ نہیں رہے
حد ہے کہ ماں کی گود میں اصغرؑ نہیں رہے

۵۲ بھائی، بھتیجا، بھانجا، دلبر، کوئی نہ تھا
عباسؑ سا رفیق و برادر، کوئی نہ تھا
لشکر تھا اب نہ صاحب لشکر، کوئی نہ تھا
تنہا حسینؑ رن میں تھے، یاد کوئی نہ تھا

زخموں سے اب ٹھہر نہیں سکتے تھے زینؑ پر
شبیرؑ رحل زینؑ سے آئے زمین پر

۵۳ قاسم کا چھوٹا بھائی وہ فروئی کا مہ لقا
 دیکھا چچا کا حال تو قابو نہیں رہا
 ماں پھوپھیاں روکتی رہیں لیکن نہیں رُکا
 خیمہ سے بھاگتا ہو مقتل میں آ گیا

کہتا تھا فرض سب پہ ہے نصرت امام کی
 عمو کو میں بچاؤں گا فوجوں سے شام کی

۵۴ ایسا تو کچھ کروں کہ ہو بابا کی روح شاد
 جاں دے کے اپنی میں بھی تو پاؤں گل مراد
 کہتے ہیں سب کہ چھوٹا ہوں لازم نہیں جہاد
 اصغرؑ سے بھی ہے عمر میں کم، کیا یہ خانہ زاد

کس کم سنی میں آئے تھے کس آن بان سے
 پہنچے ریاضِ خلد میں، دادا کی شان سے

۵۵ حملہ شقی نے شہ پہ جو تلوار کا کیا
 بچے نے دونوں ہاتھوں کو آگے بڑھا دیا
 کٹ کر زمیں پہ ہاتھ گرے وَاَمْحَدَا
 پھر حُرملہ کا تیر جو معصوم کو لگا

بچے کی جاں بچانے سے معذور ہو گئے
 مختارِ کائنات تھے، مجبور ہو گئے

۵۶ یہ بے کسی، خدا نہ کسی کو کبھی دکھائے
 اصغرؑ کے بعد اب یہ بھیتجا بھی تیر دکھائے
 آغوش میں چچا کی ہو اور وہ بچا نہ پائے
 خیمے میں کون بچے کے لاشے کو لے کے جائے

بے وارثی میں کس طرح ماں سے جُدا ہوئے
 دونوں ہی لالِ سالکِ راہِ خدا ہوئے

۵۷ دُکھیا کو جا کے کس طرح پُرسا پسر کا دوں
 بیٹوں کو اپنے صبر کرے، کس طرح کہوں
 طاقت کہاں ہے مجھ میں کہ اس خاک سے اُٹھوں
 دل ڈوبتا ہے اے مرے مولا، میں کیا کروں

اس تہلکہ میں کیوں نہ یہ دل داغ داغ ہو
 وہ یوں لُٹے جو فاطمہ زہرا کا باغ ہو

۵۸ ایسا حَسب نسب بھی جہاں میں کسی کا ہے
 بیٹا حسن کا ہے تو یہ پوتا علی کا ہے
 اک بے وطن پہ حال عجب بے بسی کا ہے
 یہ سوچتے نہیں کہ نواسہ نبی کا ہے

طالب تری رضا کا ہوں، حاجت کوئی نہیں
 مولا! مجھے کسی سے شکایت کوئی نہیں

۵۹ جن سے رفاقتیں تھیں، وہ انصار جا چکے
 سب اقربا، عزیز و مددگار جا چکے
 سب میرے جاں نثار و وفادار جا چکے
 سب دورمان احمد مختار جا چکے

گھر بار نذر کر چکا سب تیری راہ میں
 اب میں بھی آ رہا ہوں تری بارگاہ میں

۶۰ پھر اک نئے مزاج کا، لکھا یہ مرثیہ
 عنوان منفرد تھا، تو اسلوب بھی جدا
 بی بی کے گھر کا غم ہے، یہ ماتم حسین کا
 حُب علی کا فرض تھا، باقر ادا ہوا

بنتا رہے گا نامہ اعمال مرثیہ
 حُب علی لکھائے گی ہر سال مرثیہ

باقریذی

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء

رباعی

مرنے پہ مری حیات کیسے ہوگی
ظلمت سے مری نجات کیسے ہوگی
سینے پہ ہے داغِ غمِ سرورِ سورج
پھر میری لحد میں رات کیسے ہوگی

دل میں غمِ شبیرِ بساتے گزری
ہر فصلِ عزا غم ہی مناتے گزری
خلقت کا سبب ہی تھا دعائے زہرا
اچھا ہے جو مجلسوں میں جاتے گزری